

## قسط: 03

اس واقعے کے بعد جہانگیر نے بچوں کو ننھیال جانے سے روک دیا۔ حورین بھی اتنی خوفزدہ تھی کہ حورم نے اسے وہاں لے جانے کا ارادہ ترک کر دیا۔ ہارون، جو حورین کا خیال رکھنے کے لیے ساتھ جایا کرتا تھا، اس نے بھی جانے سے انکار کر دیا۔ ہارون ان بچوں میں سے تھا جو اپنی مرضی کے خلاف کوئی کام نہیں کرتے تھے، اور حورم نے بھی کبھی اسے مجبور کرنے کی کوشش نہیں کی۔

دوسری طرف شاہ ہاؤس میں اس معاملے پر خوب بحس ہوئی۔ صفدر صاحب نے دو ٹوک الفاظ میں دونوں بہوؤں کو کہہ دیا کہ مزنا کا گھر میں آنا بند ہو۔

"میں نے پہلے کبھی آپ کی بہن کے یہاں آنے پر اعتراض نہیں کیا، لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ وہ میرے گھر آکر میری نواسی کو ڈانٹیں۔ میں اس کی کسی صورت اجازت نہیں دے سکتا۔

آئندہ ایسا نہ ہو، اور اگر آپ دونوں کو اپنے گھر والوں سے ملنا ہو تو وہاں جا کر مل لیا کریں۔ میری طرف سے اجازت ہے۔"

## خوشخبری راسٹرز متوجہ ہوں

ہر لکھاری کا خواب ہوتا ہے کہ اس کی تحریر کتابی صورت میں بھی شائع ہو اور انکی کتاب بک شلف کی زینت بنے۔ آپ بھی ایک لکھاری ہیں اور اپنی تحریر کو کتابی شکل میں لانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔ ہم آپ کی تحریر کو بہت کم ٹائم اور بہت مناسب قیمت میں آپ کی خواہش کے مطابق بہت عمدہ اور معیاری کوالٹی میں کتابی صورت میں شائع کرنے میں آپ کی مدد کریں گے۔ مزید معلومات کے لئے نیچے دئے گئے ایڈریس پر ابھی رابطہ کریں۔

**Prime Urdu Novels Publications**

**Whatsapp : 03335586927**

**Email : aatish2kx@gmail.com**

ان کی آخری بات کا مطلب خدیجہ اور سمیرن دونوں اچھی طرح سمجھ گئیں۔ یعنی، اگر مزنا سے ملنا ہو تو اپنے گھر جا کر ملیں، شاہ ہاؤس بلانے کی ضرورت نہیں ہے۔

خدیجہ کو یہ بات ناگوار گزری، مگر سمیرن کو نہیں، کیونکہ وہ اپنی بہن کی فطرت سے بخوبی واقف تھیں اور یہ بھی جانتی تھیں کہ وہ حورم اور ان کے بچوں سے نفرت کرتی ہیں۔ اس لیے صفدر صاحب کی بات انہیں بالکل درست لگی۔



اس واقعے کا بڑوں کے تعلقات پر کوئی منفی اثر تو نہیں ہوا، لیکن بچوں پر ضرور ہوا۔ ہارون، جو پہلے ہی ولی کو پسند نہیں کرتا تھا، اب مزنا بھی اس ناراضی کی ایک اور وجہ بن گئی تھیں۔

ولی بہت چڑچڑا ہو چکا تھا۔ اس نے نہ صرف ہارون سے دوری اختیار کر لی بلکہ اپنی آنی سے بھی قطع تعلق کر لیا تھا، جن کی وجہ سے حورین ان کے گھر نہیں آرہی تھی۔ اسکول میں جب ولی حورین سے بات کرنے گیا، تو ہارون بیچ میں آیا، اور اس کے الفاظ نے ولی کو شدید غصہ دلایا۔

"دور رہو میری بہن سے! خبردار اگر میری بہن کے پاس آئے تو! بہت ماروں گا تمہیں، گندا ولی!"

ہارون نے حورین کو ولی سے دور کرتے ہوئے کہا۔ ولی کا دل پہلی بار کیا کہ وہ ہارون کو مارے، مگر وہ چاہ کر بھی اس پر عمل نہیں کر سکا۔ دونوں کے درمیان یہ بے وجہ دشمنی تب سے ہی شروع ہو گئی تھی جب سے دونوں پیدا ہوئے تھے۔ ان دونوں میں صرف تین دن کا فرق تھا، ہارون ولی سے تین دن بڑا تھا۔

مزاج کے لحاظ سے، ہارون اپنے ماموں حیدر پر گیا تھا جبکہ ولی اپنی پھوپھو حورم جیسا تھا۔ جتنا ہارون ضدی اور اکھڑ تھا، ولی اتنا ہی پرسکون اور خوش مزاج تھا۔

"وہ میری دوست ہے! میں اس کے ساتھ کھیلوں گا۔ اور اگر تم نے مجھے مارا، تو میں بھی تمہیں ماروں گا اور انکل سے تمہاری شکایت کروں گا! گندا ہارون!"

ولی نے بھی غصے سے جواب دیا، اور جہانگیر کے نام کی دھمکی نے واقعی کام کر دیا کیونکہ ہارون تھوڑا سا گھبرا گیا۔ وہ چاہے کسی سے نہ ڈرتا ہو، مگر اپنے بابا سے ضرور ڈرتا تھا، اور اس کی وجہ مار یا ڈانٹ نہیں بلکہ ان کی ناراضی تھی۔ جب جہانگیر ناراض ہوتے تھے، تو وہ ہارون سے بات نہیں کرتے تھے اور نہ ہی اسے اپنے ساتھ سلاتے تھے۔

حورین اپنے باپ کی لاڈلی تھی اور ان کی مرضی کے خلاف کچھ نہیں کرتی تھی۔ بابا کا کہا اس کے لیے حکم تھا۔ لیکن ہارون کا معاملہ الٹا تھا، جب وہ ضد پر اڑتا، تو اسے سیدھا کرنے کے لیے جہانگیر کی ناراضگی کی دھمکی کام آتی۔ اسی لیے ولی کی دھمکی پر بھی وہ تھوڑا پیچھے ہٹ گیا۔

جبکہ جس چھوٹی محترمہ کے لیے دونوں لڑ رہے تھے، وہ ان کی لڑائی سے بے نیاز ہو کر اپنی کلاس میں واپس جا چکی تھی۔ جب ہارون اور ولی کو حورین کی غیر موجودگی کا احساس ہوا، تو دونوں ایک دوسرے کو منہ چڑھانے لگے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆



جہانگیر کے سینے سے لپٹی حورین کا رونا جاری تھا۔ حورم اور جہانگیر دونوں حیرت زدہ تھے، ایک دوسرے کی طرف دیکھتے حورین کے رونے کے پیچھے وجہ ڈھونڈنے کی کوشش کر رہے تھے۔ پچھلے دس منٹ سے حورین کا رونا ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔

"اتنا سارا کام دے دیا مجھے! میں کیسے ختم کروں گی؟" حورین نے اچانک سر اٹھایا اور روتے ہوئے شکایت کی۔

جہانگیر اور حورم دونوں نے چونک کر اسے دیکھا۔

"کیا ہوا حورین؟" حورم نے نرمی سے پوچھا۔

"بابا! مجھے اتنا زیادہ لکھنے کو دیا ہے، میں کیسے لکھوں گی؟" حورین نے دوبارہ جہانگیر کے سینے میں منہ چھپا لیا۔

"اچھا، کوئی بات نہیں، بابا مدد کر دیں گے حورین کی۔" جہانگیر نے تسلی دی لیکن حورین کا رونا ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔ جہانگیر کے چہرے پر پریشانی کے آثار نظر آنے لگے۔

"میرا بچہ تھک گیا ہے؟" انہوں نے اس کا سر نرمی سے تھپتھپاتے ہوئے پوچھا۔

"بہت زیادہ!" حورین نے کمزور آواز میں کہا۔

"ٹھیک ہے، آپ آرام کرو۔" جہانگیر نے حورین کے بالوں پر پیار سے ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔  
لیکن تب بھی حورین کا رونا بند نہیں ہوا، جس کی وجہ سے جہانگیر اور حورم دونوں کو فکر ہونے لگی۔  
حورین عام طور پر اتنی جلدی پریشان ہونے والی بچی نہیں تھی۔

"میں تھک گئی ہوں... بہت تھک گئی ہوں..." حورین نے سرگوشی میں کہا، اس کی آواز میں تھکن صاف محسوس کی جاسکتی تھی۔

"میرے ہاتھوں میں درد ہو رہا ہے... پھر سے سارا لکھنا پڑے گا... ماما نے کل سارا دن پڑھایا... صبح بھی جلدی اٹھا دیا... میم نے مجھے کیوں سزا دی؟ اب میں سو نہیں سکتی... مجھے نیند آرہی ہے..."  
حورین نے نیند بھری آنکھوں کے ساتھ شکایت کی۔

اس کا اصل مسئلہ تو نیند کا تھا۔ حورم نے اسے پوری رات پڑھایا اور صبح بھی رویشن کے لیے جلدی اٹھا دیا تھا۔ اس نے اچھا ٹیسٹ دیا تھا اور نمبر بھی اچھے آئے تھے، مگر کلاس میں زیادہ بچوں کے فیل ہونے کی وجہ سے ٹیچر نے سزا کے طور پر سب کو وہی ٹیسٹ سو بار لکھنے کو دے دیا۔ اور وہ بھی کوئی معمولی چیز نہیں تھی۔ پورا انگلش کا ایک چیپٹر تھا جو اس کو کل دوبارہ لکھ کر چیک کروانا تھا۔

جہانگیر اور حورم دونوں ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرائے، انہیں اندازہ ہو گیا تھا کہ اس کے غم کی جڑ کہاں ہے۔ "میری جان کیوں فکر کرتی ہیں؟ آپ کے بابا ہیں نہ۔ میں لکھ دوں گا سارا۔ آپ سو جائو۔" جہانگیر نے اسے مزید تسلی دی۔

"پکا؟" حورین نے اپنا سر اٹھا کر معصومیت سے پوچھا، اس کی آنکھوں میں ابھی بھی نیند کے آثار تھے۔

"بالکل پکا!" جہانگیر نے ہنس کر کہا، اور حورم نے بھی سر ہلایا اور دوبارہ جہانگیر کے سینے میں منہ چھپا لیا۔ اس کی رونے کی آواز اب آہستہ آہستہ کم ہو رہی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

شاہ ہاؤس روشنیوں سے جگمگا رہا تھا۔ حیدر شاہ کے ہاں بیٹی کی پیدائش ہوئی تھی اور اس کی عقیقے کی خوشی میں یہ دعوت منعقد کی گئی تھی۔ حیدر نے اپنی بیٹی کا نام عمارہ رکھا تھا۔ اس وقت چھوٹی سی عمارہ صفدر صاحب کی گود میں تھی اور تمام بچے ان کے گرد دائرے کی صورت میں کھڑے تھے، جن میں مروہ اور ہاشم بھی شامل تھے۔ سنینہ اپنے والدین کی اکلوتی بیٹی تھیں اور بچپن سے حورم کے ساتھ پلی بڑھی تھیں۔ دونوں کے درمیان بہنوں جیسا پیار تھا، اور صفدر صاحب بھی سنینہ کو اپنی سگی بیٹی کی طرح سمجھتے اور ان کے بچوں سے بھی سگی نواسی اور نواسے کی طرح محبت کرتے تھے۔

سنینہ اور حورم کے بچے بھی اپنی ماؤں کی طرح ایک دوسرے کے بہترین دوست تھے۔ ہارون اور ہاشم جگری دوست تھے، جبکہ حورین اور مروہ بھی بہت گہری دوست تھیں۔

مزنا ایک کونے میں خاموشی سے بیٹھی تھیں اور ان کی نظر سامنے جہانگیر اور حورم پر تھی، جو مسکراتے ہوئے کسی دوسرے جوڑے سے بات کر رہے تھے۔ ان دونوں کو دیکھ کر مزنا کے دل میں بے چینی بڑھ جاتی تھی، اور جب یہ سب زیادہ برداشت نہ ہوا تو وہ زرا دور ایک کونے میں چلی آئیں۔ وہ اپنی سوچوں میں اتنی گم تھیں کہ آس پاس کا ہوش نہیں تھا۔

"ایسکیوز می!"

ایک اجنبی آواز نے انہیں ان کے خیالات سے باہر نکالا۔ مڑ کر دیکھنے پر ایک شخص سامنے کھڑا تھا۔

"جی، فرمائیے؟"

مزنا کے لہجے کی بے زاری کو سامنے والے نے فوراً محسوس کر لیا۔

"معذرت چاہتا ہوں کہ آپ کو پریشان کیا، کیا آپ مجھے واشروم کا راستہ بتا سکتی ہیں؟ پہلی بار یہاں آیا ہوں، اس لیے راستہ نہیں معلوم۔"



اس شخص کا لہجہ بہت شائستہ تھا، مگر مزنا کو اس وقت وہ بہت ناگوار محسوس ہوا۔ انہوں نے جلدی سے راستہ بتایا اور انداز ایسا تھا جیسے جلدی جان چھڑانا چاہتی ہوں۔

اسی دوران حورم کی آواز آئی، "تم کب آئے، ادریس؟"

دونوں نے پلٹ کر دیکھا۔ ادریس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی، جبکہ مزنا کے چہرے کا رنگ بدل گیا جیسے انہوں نے کوئی کڑوا بادام چبا لیا ہو۔

"شکر ہے بھابھی، آپ مل گئیں۔ کب سے آپ سب کو ڈھونڈ رہا ہوں، بچوں کو بھی نہیں پتہ کہ ان کے اماں ابا کہاں ہیں۔ مجال ہے جو آپ میں سے کوئی ایک نظر آیا ہو! بہت بری میزبان ہیں آپ!" ادریس کی بات پر حورم ہنس پڑیں۔

"اچھا، اچھا دکھی انسان، بتاؤ کیا مسئلہ ہے؟ اتنی بے تابی کیوں ہو رہی تھی؟"

"میں سیدھا ایئرپورٹ سے یہاں آیا ہوں، سوچا تھا تھوڑا تازہ دم ہو جاؤں اور تقریب کے مطابق کپڑے بھی بدل لوں۔"

ادریس اس وقت بالکل کیمول لباس میں تھے۔ حورم نے انہیں گیسٹ روم تک پہنچایا، اور کچھ دیر بعد وہ نیچے آئے تو انہیں ارباس، جہانگیر، سنینہ اور حورم ایک ساتھ نظر آئے، مگر افرح وہاں نہیں تھیں۔

"افرح کہاں ہیں؟ اور بچے بھی نظر نہیں آ رہے؟ جب آیا تھا تو یہیں تھے۔"

"وہ بچوں کو لے کر گھر چلی گئی ہے۔"

رات کے نو بج رہے تھے اور بچے کھیل کھیل کر تھک چکے تھے، اس لیے افرح انہیں گھر لے گئی تھی۔ افرح کو صبح یونیورسٹی بھی جانا تھا۔

سنینہ نے ادریس کو مسلسل ادھر ادھر دیکھتے ہوئے پوچھا، "کس کو ڈھونڈ رہے ہو؟"

ادریس نے شرارتاً کہا، "ایک پری کی تلاش میں ہوں، بھابھی۔"

سنینہ حیران ہوئیں اور مسکراتے ہوئے بولیں، "کیا بات ہے، دیور جی! آتے ہی دیورانی ڈھونڈ لی ہماری؟"

ادریس کے ذہن میں واپسی پر بھی مزنا کا خیال گردش کرتا رہا۔ اگلے دن انہوں نے حورم سے اس بارے میں پوچھا، جس پر حورم تھوڑی حیران ہوئیں۔ اصل دھچکا تو تب لگا جب ادریس نے اپنے والد

افتخار عالم کے سامنے شادی کی بات کی اور مزنا کا نام لیا۔ افتخار صاحب نے حورم کے ذریعے حیدر اور سمرین تک اپنی بات پہنچائی۔ سینہ اور حورم دونوں اس رشتے سے خوش نہیں تھیں، کیونکہ وہ دونوں مزنا کی فطرت کو اچھی طرح جانتی تھیں، لیکن دونوں خاموش رہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"اماں، مجھے آپ سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔" سمرین نے دو ماہ کی عمارہ کو بستر پر لٹاتے ہوئے گفتگو کا آغاز کیا۔

"ہاں، بتاؤ بیٹی۔" ان کی والدہ، سرور بیگم، اس وقت ولی کے لیے اپنے ہاتھوں سے سویٹر بن رہی تھیں۔ ولی، اکلوتا ہونے کے باعث، ننھیال اور ددھیال دونوں میں خصوصی توجہ کا حامل تھا۔

"مزنا کے لیے ایک رشتہ آیا ہے۔" سمرین نے تمہید باندھتے ہوئے کہا۔

"کس کا؟" سرور بیگم کا دھیان ابھی بھی سویٹر پر مرکوز تھا۔

"حیدر کے دوست کے بھائی کا۔" سمرین کی نظریں باہر صحن میں بچوں کے ساتھ کھیلتی ہوئی مزنا پر تھیں۔

"کون سا دوست؟"

"جہانگیر عالم۔" سمرین نے کہا، مگر ان کی والدہ کے چہرے پر کوئی خاص تاثر نہ آیا جس سے ظاہر ہوا کہ وہ اس نام کے پیچھے چھپی کہانی سے ناواقف تھیں۔

"اچھا، وہی تیری نند کا شوہر؟ لیکن اس کا بھائی کہاں سے آگیا؟ میں نے تو سنا تھا کہ وہ صرف دو بھائی ہیں۔"

"نہیں اماں، وہ چار بہن بھائی ہیں۔ سب سے بڑے ارباس بھائی، پھر جہانگیر، اس کے بعد ادیس، اور سب سے چھوٹی افراح۔ ادیس کا رشتہ آیا ہے مزنا کے لیے۔ وہ حال ہی میں لاہور سے واپس آیا ہے، اسی لیے اس کے بارے میں زیادہ لوگ نہیں جانتے۔" سمرین نے تفصیل سے بتایا۔

"ٹھیک ہے، میں مزنا سے بات کروں گی اور پھر تمہیں جواب دوں گی۔" سرور بیگم نے کہا۔ پھر انہوں نے سمرین کی طرف دیکھا اور ولی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا، "اب یہ بتاؤ، تمہارا بیٹا کیوں سارا دن منہ پھلائے پھرتا ہے؟ مزنا کب سے اسے بلا رہی ہے، مگر مجال ہے جو اس نے کوئی جواب دیا ہو۔"

ولی جب سے آیا تھا، مزنا سے بات نہیں کر رہا تھا۔ پہلے کسی نے خاص توجہ نہیں دی، مگر دو دن سے یہی معاملہ چل رہا تھا۔



"چھوڑیں نہ اماں، کیا فرق پڑتا ہے؟" سمرین نے بات کو ٹالنے کی کوشش کی۔

"ارے نہیں، مجھے بتاؤ۔ بلکہ، مجھے یاد آیا، پچھلے مہینے جب مرزا تمہارے گھر سے واپس آئی تھی، تو بہت رو رہی تھی۔ میں نے بار بار پوچھا، مگر اس نے کچھ نہیں بتایا اور پھر اس کے بعد وہ تمہارے گھر بھی نہیں گئی۔ بتاؤ، آخر ہوا کیا تھا؟"

سمرین نے گہری سانس لی اور پھر پوری بات اپنی ماں کو بتائی، ساتھ ہی صفر صاحب کے رد عمل کا بھی ذکر کیا۔

"ارے بھئی، ایسی بھی کون سی قیامت ٹوٹ پڑی جو تمہارے سر نے میری بیٹی کو اتنی باتیں سنائیں؟" ساری بات سننے کے باوجود سرور بیگم کو اپنی بیٹی ہی صحیح لگ رہی تھی۔

"اسی لیے نہیں بتانا چاہتی تھی۔ مجھے معلوم تھا کہ آپ کو اپنی لاڈلی ہی معصوم لگے گی۔" سمرین نے جھنجھلا کر کہا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"کس کی اجازت سے آپ نے میرے رشتے کی بات اماں سے کی؟" مزنا کمرے میں دھاڑتے ہوئے داخل ہوئیں، جس سے سمرین چونک گئیں، جو اس وقت بچوں کو سُلا رہی تھیں۔ شور کی آواز سے عمارہ جاگ کر رونے لگ گئی۔ سمرین نے غصے سے مزنا کو گھورا۔

"ٹھہرو، ابھی میں تم سے بات کرتی ہوں۔ پہلے اسے سُلا دوں۔" سمرین نے عمارہ کو گود میں اٹھا کر چپ کروانے کی کوشش کی۔ جب تک عمارہ دوبارہ نہ سوئی، مزنا وہیں خاموش بیٹھی رہیں، مگر اُن کے چہرے پر غصہ اور بے چینی نمایاں تھے۔

عمارہ کے سوتے ہی سمرین نے مزنا کا ہاتھ پکڑا اور اُسے دوسرے کمرے میں لے گئیں۔

"اب بتاؤ، تمہارا مسئلہ کیا ہے؟ کیوں تماشہ کر رہی ہو؟" سمرین نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"تماشہ؟ میں تماشہ کر رہی ہوں؟ یا آپ نے میرا مذاق بنا رکھا ہے؟ کیا سوچ کر آپ نے اُس شخص کا رشتہ لانے کی جُرأت کی؟" مزنا کے الفاظ میں غم اور غصہ چھپا ہوا تھا۔

"میں نے یہ رشتہ تمہاری بھلائی کے لیے سوچا ہے، مزنا! یہ مت بھولو، میں تمہاری بہن ہوں۔" سمرین نے تحمل سے جواب دیا۔

"مجھے آپ کی بھلائی نہیں چاہیے، آپی۔ مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں!" مزنا کی آواز میں التجا اور بے بسی جھلک رہی تھی۔

"ہاں، تمہیں تمہارے حال پر چھوڑ دوں تاکہ تم پچھلے پانچ سالوں کی طرح اپنی اس ناکام اور نام نہاد محبت کا سوگ مناتی رہو؟ مزنا، ختم کرو یہ ڈرامہ! وہ شخص تمہاری قسمت میں نہیں تھا، اب تمہیں یہ حقیقت تسلیم کرنی ہوگی۔" سمرین نے سختی سے کہا۔

"نہیں آپی، وہ میرا نصیب تھا! مگر آپ کی نند نے میرا نصیب چھین لیا۔ میں نے آپ سے کہا تھا کہ حیدر بھائی سے بات کریں، لیکن آپ نے جان بوجھ کر کچھ نہیں کیا۔ اگر آپ بروقت میری بات سن

لیتیں، تو آج میری محبت کامیاب ہوتی۔ آپ کی وجہ سے میں خالی ہاتھ رہ گئی!" مزنا کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور آواز لرزنے لگی۔

"بکواس بند کرو، حورم کا اس میں کوئی قصور نہیں ہے! جہانگیر پہلے ہی اپنی پسندیدگی کا اظہار کر چکا تھا، اور اس کے گھر والے رشتہ لے کر بھی آگئے تھے۔ ایسے میں تمہارا نام لینے سے کیا فائدہ ہوتا؟ حورم نہ صرف جہانگیر کی بلکہ اس کی ماں کی بھی پسند تھی۔ وہ تم دونوں کو جانتی تھیں، لیکن ان کو اپنے بیٹے کے لیے حورم پسند آئی۔ اس میں میرا کوئی قصور نہیں!" سمرین نے سختی سے جواب دیا۔

"اور اب یہ بات ختم کر دو، میں نے اماں سے بات کر لی ہے، اور مجھے یقین ہے کہ وہ راضی ہیں۔ جب وہ تم سے رضامندی مانگیں، تو شرافت سے مان جانا۔ ادریس بہت اچھا لڑکا ہے، جہانگیر سے بھی بہتر اور زیادہ امیر۔ جہانگیر تو ایک ڈیلر ہے، جبکہ ادریس کا اپنا بزنس ہے۔ تینوں بھائیوں میں وہ سب سے زیادہ مستحکم ہے، اور سب سے بڑی بات یہ کہ اُس نے خود تم میں دلچسپی ظاہر کی ہے۔ وہ تمہیں پسند کرتا ہے!" سمرین کی آواز میں سختی تھی، مگر محبت بھی چھپی ہوئی تھی۔



"آج کے بعد یہ بات تمہاری زبان پر دوبارہ نہ آئے۔ دفن کر دو اپنی اُس ناکام محبت کو، اور آگے بڑھو۔ تمہاری زندگی ابھی باقی ہے، اور تمہاری خوشیوں کا حق تمہیں خود لینا ہے۔"

☆☆☆☆☆☆☆☆

"آپ کو کیا لگتا ہے؟ یہ رشتہ جو ہونے جا رہا ہے، کیا یہ اس گھر اور یہاں کے لوگوں کے لیے درست ہوگا؟ کیا یہ ادریس کے لیے مناسب رہے گا؟"

رات کو جب حورم بستر پر آئیں، تو جہانگیر نے بات کا آغاز کیا۔ ان کی بات سن کر حورم کشمکش میں مبتلا ہو گئیں۔

"میں کیا کہہ سکتی ہوں؟ ابو نے فوراً ہی بھائی اور بھابھی سے بات کر لی، کسی سے کوئی مشورہ نہیں کیا۔ میں خود اس رشتے کو لے کر کچھ کنفیوز ہوں۔ ادریس اور مزنا کی فطرت میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ مجھے نہیں لگتا کہ مزنا ادریس کے لیے مناسب رہے گی۔"

حورم نے صاف گوئی سے جواب دیا۔ وہ دونوں میاں بیوی ایک دوسرے سے کچھ نہیں چھپاتے تھے، جو بھی بات ہوتی، بلا جھجک کہہ دیتے۔

جہانگیر خاموش رہے، کچھ نہیں بولے، بس حورین کو اپنے قریب کر کے لیٹ گئے۔ انہیں ہارون کی زبانی مزنا کا حورین کے ساتھ برتاؤ معلوم تھا۔ وہ جانتے تھے کہ ہارون جھوٹ نہیں بول رہا، اور نہ جانے کیوں انہیں ایسا محسوس ہوتا تھا کہ مزنا جان بوجھ کر حورین کے ساتھ ایسا کرتی ہے۔ انہیں شدت سے یہ اندیشہ تھا کہ مزنا کے گھر آنے سے ان کے گھر کا سکون غارت ہو جائے گا۔ کچھ بہت غلط ہوگا جو سب کچھ بدل کر رکھ دے گا۔

انہوں نے صبح اپنے والد سے اس بارے میں بات کرنے کا ارادہ کیا، مگر صبح ہوتے ہی سرور بیگم کی جانب سے مزنا کے لیے ہاں کی خبر ملی۔

چاہتے ہوئے بھی انہوں نے خاموشی سے اس فیصلے کو قبول کر لیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

دیکھتے ہی دیکھتے تین مہینوں کے اندر مزنا عالم و لا میں "مزنا ادریس عالم" بن کر آگئیں، اور یہیں سے عالم و لا میں بے سکونی کا آغاز ہوا۔

شروع کے چھ ماہ بہت پُر سکون گزرے۔ مزنا نے اپنے سُسر کا دل جیت کر "اچھی بہو" کا خطاب لے لیا۔ گھر میں ادریس کے علاوہ افتخار صاحب بھی مزنا کے سب سے بڑے حمایتی بن گئے تھے۔

مگر چھ ماہ بعد، جہانگیر کا خدشہ سچ ثابت ہوا۔ مزنا کی وجہ سے گھر میں ایک عجیب سا ماحول بن گیا۔

ادریس بزنس کی مصروفیت کے باعث گھر میں کم ہی موجود ہوتے، جبکہ افتخار صاحب اور ارباس اپنے اسٹور پر ہوتے، جو ان کا خاندانی کاروبار تھا۔ اس اسٹور کے علاوہ، ارباس نے اپنی جمع پونجی ایک کمپنی میں انویسٹ کی ہوئی تھی، جس سے انہیں ہر ماہ کچھ پیسے مل جاتے تھے۔

جہانگیر کا کام پراپرٹی ڈیلنگ کا تھا، اس لیے کبھی وہ گھر ہوتے اور کبھی نہ ہوتے۔ ان کا آنے جانے کا وقت مخصوص نہیں تھا۔

گھر کا ایک اصول تھا کہ تینوں بھائیوں پر مختلف ذمہ داریاں تھیں۔ گھر کا راشن ارباس کی ذمہ داری تھی، ٹیلی فون، پانی، اور گیس کے بل جہانگیر کی، جبکہ ادریس پر بجلی کا بل دینے کی ذمہ داری تھی۔

تینوں بھائیوں میں سب سے کم آمدنی جہانگیر کی تھی۔ اگر باقی بھائی لاکھوں کماتے تھے، تو جہانگیر ہزاروں کماتے تھے۔

"یہ کمرے کا پنکھا بلاوجہ کیوں چل رہا ہے؟ بند کرو اسے! بل تمہارے باپ نے دینا ہے کیا؟"

حورین اور ہارون اپنے کمرے میں پڑھ رہے تھے۔ مزنا کے اچانک کمرے میں داخل ہونے اور اونچی آواز میں بولنے سے دونوں گھبرا گئے۔

"بیٹھے کیوں ہو؟ اُٹھو جا کر سب کے ساتھ نیچے ایک جگہ بیٹھو!"

انہیں یوں بیٹھا دیکھ کر مزنا نے اور اونچا بولنا شروع کیا۔

"نیچے شور ہے۔ ہمیں پڑھنا ہے، کل ہمارا پیپر ہے،" ہارون نے جواب دیا اور دوبارہ اپنی کتاب پر جھک گیا۔

اس کا یہ پُرسکون انداز مزنا کو مزید غصہ دلا گیا۔

"زبان چلاتے ہو آگے سے؟ شرم نہیں آتی؟ یہ تمیز سکھائی ہے تمہاری ماں نے تمہیں؟"

انہوں نے ہارون کا بازو زور سے پکڑ کر اسے اٹھایا، جس سے حورین خوفزدہ ہو گئی۔



"یہ کیا ہو رہا ہے یہاں؟"

ادریس کی آواز پر مزنا چونک گئیں۔ یہ ان کے آنے کا وقت نہیں تھا، اس لیے وہ حیران ہو گئیں۔ ادریس، جو سر میں درد کے باعث دفتر سے جلدی آگئے تھے، مزنا کی اونچی آواز سن کر اس طرف آئے۔ مزنا کا یہ لہجہ ان کے لیے حیرانی کا باعث تھا کیونکہ انہوں نے اب تک ان کا نرم لہجہ ہی سنا تھا۔

"چاچو..."

حورین ان کی ٹانگ سے لپٹ گئی، جبکہ ہارون بھی مزنا سے اپنا بازو چھڑا کر ان کے پاس آگیا۔

"یہ کیا طریقہ ہے بچوں سے بات کرنے کا، بیگم؟"

ان کا لہجہ نرم تھا، جس پر مزنا کو خود کو سنبھالنے میں کچھ سیکنڈ لگے۔

"میں تو صرف سمجھا رہی تھی کہ سب کے ساتھ بیٹھا کریں، مگر..."

"نہیں، یہ جھوٹ بول رہی ہیں! انہوں نے کہا کہ 'بل تمہارے باپ نے نہیں دینا!'"

ہارون نے ان کی بات کاٹ کر کہا، جس پر مزنا کا دل ہارون کو تھپڑ مارنے کو چاہا۔

"بیٹا، آپ لوگ ماما کے پاس جاؤ، شاباش!"

ہارون نے ان کی بات مانتے ہوئے خاموشی سے حورین کا ہاتھ پکڑا اور چلا گیا۔

اب کمرے میں صرف ادریس اور مزنا رہ گئے تھے۔ دونوں خاموش تھے۔ جب خاموشی طویل ہو گئی، تو ادریس کو اسے توڑنا پڑا۔

"ہارون اور حورین بچے ہیں۔ ان کے سامنے لہجے پر قابو اور الفاظ کے انتخاب میں احتیاط کیا کریں۔

ہارون سمجھدار ہے، مگر حورین چھوٹی ہے، وہ جلدی سہم جاتی ہے، اس لیے خیال رکھا کریں۔"

ادریس کے نرم لہجے پر مزنا حیران رہ گئیں۔ وہ جو کسی سخت بات کی توقع کر رہی تھیں، ادریس کا نرم رویہ ان کے لیے غیر متوقع تھا۔

ادریس بات کر کے چلے گئے، مگر مزنا کو سوچ میں ڈال گئے۔

کون جانے کہ وہ سوچ منفی تھی یا مثبت۔۔۔

کون جانے۔۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

گھر میں بد مزگی بڑھ گئی تھی، مگر اب اُس کا نشانہ حورم تھیں۔ بات بات پر حورم سے جھگڑنا مزنا کا معمول بن گیا تھا۔ سب سے بڑی وجہ حورم سے چڑنے کی اُن کا دھیمہ مزاج تھا۔ تلخ سے تلخ بات سُننے کے بعد بھی اُن کے لہجے میں کوئی سختی یا ترشی نہیں آتی تھی۔ یہ بات مزنا کو زچ کر دیتی تھی کیونکہ اُن کی کوشش حورم کو غصے میں آپے سے باہر کرنا تھی، مگر اُن کی ہر کوشش ناکام ہو جاتی تھی۔

اس گھر کے سب لوگ مزنا کی سوچ سے زیادہ ٹھنڈے مزاج کے تھے، ارباس سے لے کر آفراح تک۔ صرف افتخار عالم اور ہارون ہی گرم مزاج تھے۔ افتخار عالم کی تو وہ چہیتی بھوتھیں، جبکہ ہارون کو نہ وہ پسند کرتی تھیں، نہ وہ انہیں پسند کرتا تھا۔

جہانگیر کے حورم سے شادی کرنے پر وہ اب بھی حورم سے نفرت کرتی تھیں۔ اپنی زندگی پر قابو نہ رکھ پانے کے باعث اب وہ دوسروں کی زندگی پر قابو پا کر اطمینان حاصل کرنا چاہتی تھیں۔

اُن کا اگلا شکار اب آفراح تھیں، جو گھر کی سب سے خاموش فرد تھیں، اپنی دُنیا میں مگن۔ اُن کا آدھا دن یا تو کالج میں گزرتا یا پھر اپنے کمرے میں۔

آفراح انہیں پہلے بھی پسند نہیں تھیں، اس کی وجہ اُن کی بے ضرر فطرت اور باپ بھائی کی آنکھوں کا تارا ہونا تھا۔

آج کل گھر میں آفراحہ کے رشتے کی بات چل رہی تھی۔ ادریس کے دوست باسط اعوان کے ساتھ، جن کی والدہ نے انہیں ادریس کی شادی میں پسند کیا تھا۔

وہ لوگ باقاعدہ رشتہ لے کر آنا چاہتے تھے۔ ادریس نے جب اس بات کا ذکر مَرنا سے کیا، تو انہیں کچھ دن پہلے کی بات یاد آگئی، جس میں اُن کی والدہ کے مطابق راشد نے آفراحہ سے شادی کی خواہش ظاہر کی تھی۔

اُن تینوں بہنوں کا ایک بھائی بھی تھا، جس کا ہونا نہ ہونا ایک جیسا تھا۔ راشد خان بدنام زمانہ انسان تھا، دس سالہ بیٹے کا باپ۔ بیوی اُن کے کمرے پَن سے تنگ آکر انہیں چھوڑ گئی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

مَرنا اور ادریس اپنے کمرے میں بیٹھے تھے۔ کمرے میں شدید کشیدگی تھی کیونکہ ابھی ابھی مَرنا نے انکشاف کیا تھا کہ راشد آفراحہ سے شادی کرنا چاہتا ہے۔

"راشد اور آفراحہ کی شادی؟ بالکل نہیں، مَرنا۔ آپ بھی جانتی ہیں، وہ اس قابل نہیں۔"



ادریس آنکھوں میں سختی لیے سر دلچے میں بولے۔ اُن کے الفاظ بے لچک تھے، جیسے کوئی فیصلہ صادر کر رہے ہوں۔ مَرنا اُن کے چہرے پر تلخی دیکھ رہی تھیں، لیکن اندر ہی اندر اُن کے دل میں آگ بھڑک رہی تھی۔

"ادریس، بھائی بدل گئے ہیں۔ آخر وہ میرے بھائی ہیں۔ لوگ غلطیاں کرتے ہیں، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ انہیں معاف نہیں کیا جاسکتا۔"

وہ ظاہری طور پر پُر سکون لہجے میں کہہ رہی تھیں، لیکن آنکھوں میں غصے کا طوفان چُھپا ہوا تھا۔

"بدل گئے؟ آپ سمجھتی ہیں میں نے اُن کا حال نہیں دیکھا؟ اُفراحہ معصوم ہے، پاک ہے۔ میں کبھی اُسے ایسے انسان کے ساتھ باندھنے کی اجازت نہیں دُوں گا، کبھی نہیں۔"

اُن کے الفاظ تیر کی طرح مَرنا کے دل میں لگے۔ یہ صرف راشد کی توہین نہیں تھی، بلکہ مَرنا کے لیے ذاتی حملہ تھا۔

"میرا بھائی آپ کی قیمتی بہن کے قابل نہیں؟"

اُن کے دماغ میں ایک شیطانی منصوبہ بننا شروع ہو چکا تھا۔

رات کے وقت، جب سب سو رہے تھے، مَرنا کے ذہن میں بدلے کا خیال مضبوط ہوتا گیا۔ وہ جانتی تھیں کہ وہ براہِ راست ادریس کو نہیں منا سکتیں، لہذا انہوں نے ایک مگر وہ کھیل کھیلنے کا ارادہ کیا۔ اگلی صبح، مَرنا نے اتفاقاً افراحہ کو ایک میل کلاس فیلو سے فون پر بات کرتے ہوئے سنا۔ بات چیت بے ضرر تھی، لیکن مَرنا نے اُسے پلٹنے کا فیصلہ کر لیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

مَرنا نے ایک موقع کا بندوبست کیا جہاں راشد "اتفاقاً" شہر میں افراحہ سے ٹکرا جاتا ہے۔ اس بات کو یقینی بنایا کہ انہیں کوئی دُور کا رشتہ دار دیکھ لے، جو فوراً اس ملاقات کو گپ شپ کا حصہ بنا دے۔ مَرنا نے خود کو ایک فکر مند بیوی اور بھانج کے کردار میں ڈھالا، اور ادریس کو یہ تاثر دیا کہ شاید افراحہ کے دل میں راشد کے لیے کچھ جذبات پروان چڑھ رہے ہیں۔

افراحہ کی بد قسمتی یہ تھی کہ ارباس اور جہانگیر دونوں گھر پر موجود نہیں تھے۔ ارباس سُنینہ اور بچوں سمیت اپنے سسرال گئے ہوئے تھے، جبکہ جہانگیر کام کے سلسلے میں لاہور تھے۔ حورم بچوں سمیت اپنے میکے تھیں۔ یہ چاروں عالم ہاؤس میں آتے ہوئے اس طوفان سے بے خبر تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

مَرنّا اور ادریس ڈرائنگ روم میں بیٹھے تھے، مَرنّا دھیرے سے ادریس کی طرف مڑیں، چہرے پر مصنوعی ہمدردی کے تاثرات تھے۔

"ادریس، میں یہ بات ماننے کے لیے تیار نہیں تھی... لیکن لوگ اب باتیں کرنے لگے ہیں۔ اُفراحہ اور راشد بھائی... دونوں کو ایک سے زیادہ بار ساتھ دیکھا گیا ہے۔ یہ کچھ عجیب نہیں لگتا؟" لہجے میں نرمی سموئے، ہمدردی ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

"یہ ناممکن ہے! اُفراحہ ایسا نہیں کر سکتی!"

ادریس نے غصے سے میز پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔

"میں جانتی ہوں... لیکن کبھی کبھی لڑکیاں اُلجھ جاتی ہیں۔ جوان لڑکیاں نادان ہوتی ہیں، بعض اوقات وہ خود بھی نہیں سمجھ پاتیں کہ وہ کیا کر رہی ہیں۔ راشد... وہ اُسے استعمال کر سکتا ہے۔"

مَرنّا نے آہستگی سے نرم لہجے میں کہا۔

ادریس کی آنکھوں میں اُلجھن اور غصہ مزید شدت اختیار کر گیا، لیکن مَرنّا اُن کے چہرے پر پڑنے والی ہلکی سی تبدیلی کو محسوس کر چکی تھیں۔ ادریس اُفراحہ کی معصومیت پر یقین کرنے اور اُس کے خلاف بڑھتے ہوئے ثبوت کے درمیان پھنس گئے تھے۔

"میں یہ سب برداشت نہیں کر سکتا! اُفراحہ ایسا نہیں کر سکتی، میں اُسے اچھی طرح جانتا ہوں!"

ادریس نے بے یقینی سے کہا۔

"میں بھی یہی چاہتی ہوں کہ یہ سچ نہ ہو، لیکن... شاید وہ نا سمجھی میں کسی غلط سمت میں جا رہی ہو۔

راشد کو دیکھو، وہ کتنی آسانی سے لوگوں کو اپنی باتوں میں لے آتا ہے۔"

مزنا نے افسوس ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

ادریس غصے میں کمرے سے باہر نکل گئے۔ دل میں شک کے بیج بُوئے جا چکے تھے۔

مزنا نے خاموشی سے اپنی کامیابی کی مسکراہٹ دبائی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

ایک اور وار کیا گیا جس میں اُفراحہ اور راشد کو بظاہر ایک قابلِ اعتراض حالت میں "پکڑنے" کا اہتمام کیا گیا۔

راشد اور اُفراحہ ڈرائنگ روم میں تھے۔ راشد، مزنا کے کہنے پر، اُفراحہ کے قریب کھڑے ہو جاتے

ہیں اور اُن کا ہاتھ تھامنے کی کوشش کرنے لگتے ہیں۔ اُفراحہ اس الجھن میں مبتلا تھیں کہ کیا ہو رہا

ہے، اور اس بات کا اندازہ نہ کر سکیں۔ اسی دوران اچانک مزنا کمرے میں داخل ہوئیں۔



"آفراحہ! راشد بھائی! یہ کیا ہو رہا ہے؟!"

مَرنا مصنوعی صدمے کے ساتھ زور سے بولیں۔

مَرنا کی آواز پر ادریس اور افتخار صاحب فوراً کمرے میں دوڑتے آئے۔ آفراحہ پریشانی سے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کر رہی تھیں، مگر مَرنا انہیں بولنے کا موقع ہی نہیں دے رہی تھیں۔

"میں نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ یہ دن دیکھوں گی... آفراحہ، تم نے یہ کیوں کیا؟ اور راشد بھائی کے ساتھ؟! کیا تم وہی آفراحہ ہو جسے ہم سب معصوم سمجھتے تھے؟!"

مَرنا نے آفراحہ کی بات کاٹتے ہوئے کہا، آنکھوں میں مصنوعی آنسو تھے۔

ادریس کا چہرہ سفید پڑ چکا تھا، آنکھوں میں ناقابلِ یقین کیفیت تھی۔ وہ بے یقینی اور صدمے میں آفراحہ کو دیکھ رہے تھے۔ اُن کے دل میں پہلے سے پیدا کیے گئے شک کے بیج اب حقیقت کی شکل اختیار کر چکے تھے۔

"آفراحہ... یہ کیا ہے؟"

اُن کی آواز لرز رہی تھی۔ اس سب میں افتخار صاحب خاموش تھے۔ وہ ابھی تک حیران تھے۔ جس بیٹی کے کردار کی قسم وہ آج تک کھاتے آئے تھے، وہی بیٹی آج اُن کے لیے ذلت کا سامان بنے کھڑی تھی۔

افراحہ نے بولنے کی کوشش کی، لیکن الفاظ نکلنے سے انکاری تھے۔

"بھائی، ابو، ایسا کچھ نہیں ہے جیسا آپ سمجھ رہے ہیں... راشد بھائی صرف۔"

"افراحہ! اب اور جھوٹ مت بولو۔ ہم سب نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے!"

مَرنا نے اُن کی بات کاٹتے ہوئے سختی سے کہا۔

ادریس اور افتخار صاحب کے دل میں شکوک و شبہات مزید گہرے ہو گئے۔ مَرنا خود کو کامیابی کے قریب محسوس کر رہی تھیں، کیونکہ افراحہ کی تقدیر کو راشد کے ساتھ باندھنے کا منصوبہ پورا ہو رہا تھا۔

"میں اس انسان کو کبھی اپنی بہن کے قریب نہیں دیکھنا چاہتا تھا... لیکن اب میرے پاس اور کوئی راستہ نہیں بچا!"

ادریس غصے سے بولے۔

مَرنَا دل میں خوش تھیں، چہرے پر مصنوعی افسوس ظاہر کرتے ہوئے ادریس کو دیکھتی رہیں، جانتی تھیں کہ اُن کا بدلہ مکمل ہونے والا ہے۔

اب جب کہ اُفراحہ کی عزت اُن کے گھر والوں کی نظر میں داغدار ہو چکی تھی، مَرنَا اپنی چال کو حتمی انجام تک پہنچانے کا ارادہ کر چکی تھیں۔ اب صرف ایک آخری وار کرنا باقی تھا، اور وہ تھا ادریس اور افتخار صاحب کو قائل کرنا کہ اُفراحہ کی عزت بچانے کا ایک ہی راستہ ہے: راشد سے نکاح۔

ادریس غصے اور مایوسی کے درمیان پھنس کر خود کو بے بس محسوس کر رہے تھے، جبکہ افتخار صاحب خود کو کمرے میں بند کر چکے تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"تمہارے اور بھائی کے درمیان کوئی مسئلہ چل رہا ہے؟" حورین نے مروہ سے آخر کار وہ سوال پوچھ ہی لیا جو کافی دنوں سے اس کے دل میں تھا۔ وہ اس وقت مروہ کے ساتھ اپنے کمرے میں بیٹھی تھی، جب سے اسے مروہ کے رشتے کے بارے میں پتہ چلا تھا، وہ اس سے بات کرنے کا موقع تلاش کر رہی تھی۔

"نہیں تو، تمہیں ایسا کیوں لگا؟"

"تو پھر یہ رشتے کا کیا معاملہ ہے؟"

"کیا معاملہ؟" مروہ نے لاپرواہی سے جواب دیا۔ جو حورین کو زچ کرنے کو کافی تھی۔

"ڈرامہ بند کرو مروہ، سیدھی بات کرو۔ تم بھول گئی ہو، لیکن مجھے یاد ہے کہ تم دونوں پانچ سال سے ایک ساتھ ہو، بھائی نے تمہیں جانے سے پہلے پروپوز کیا تھا۔ تو پھر یہ باسط حمدانی والا معاملہ کیا ہے؟" مروہ تھوڑی دیر کے لیے خاموش ہو گئی، پھر بولی، "کوئی معاملہ نہیں ہے۔ رشتہ آیا، بابا کو مناسب لگا، انہوں نے ہاں کر دی۔"

"تو اس سب میں ہارون کہاں ہے؟" حورین نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"ہارون کی زندگی میں مروہ کہاں ہے؟" مروہ نے تلخی سے کہا۔

"کیا مطلب؟ تم جانتی ہو کہ بھائی تمہارے بارے میں سنجیدہ ہیں۔" حورین نے اسے نرمی سے سمجھانے کی کوشش کی۔

"اگر وہ واقعی سنجیدہ ہوتے، تو آتے ہی کوئی بات کرتے۔ مجھ سے نہ سہی، میرے ماں باپ سے کر

لیتے۔ امی بابا تو خود سے کچھ نہیں کریں گے، نہ چاچو اور خالہ سے بات کریں گے۔"



حورین خاموش ہو گئی۔ مروہ کی بات درست تھی۔ یہ قدم ہارون کی طرف سے ہی آنا چاہیے تھا۔

"میں ماما بابا سے بات کروں گی۔" حورین نے فیصلہ کرتے ہوئے کہا۔

"کوئی ضرورت نہیں۔ سب کچھ جیسا چل رہا ہے، چلنے دو۔"

"تو کیا تم اتنی آسانی سے ہار مان لو گی؟"

"میں نے حالات کو دیکھ کر یہ فیصلہ کیا ہے۔ جو شخص کسی اور کے کیے کی سزا مجھے دے، اس کی کیا ضمانت ہے کہ وہ آگے جا کر بھی ایسا نہیں کرے گا؟ حورین، وہ تمہارے بھائی ہیں، اور تم انہیں مجھ سے بہتر جانتی ہو۔ وہ تمہارے معاملے میں بہت حساس ہیں، اور میں نہیں چاہتی کہ ان کی یہ حساسیت ہمارے تعلق کو خراب کرے۔ اس لیے بہتر یہی ہے کہ یہ بات یہیں ختم ہو جائے۔"

"تو کیا تم یہ سب میری وجہ سے کر رہی ہو؟" حورین نے بے چینی سے پوچھا۔

"نہیں، تمہارے بھائی کے مزاج کی وجہ سے۔ وہ تمہاری محبت میں بہت جذباتی ہو جاتے ہیں، اور ایک کے کیے کی سزا سب کو دیتے ہیں۔ سمجھو حورین، میرا اور ہارون کا ایک نہ ہونا ہی بہتر ہے۔"

حورین خاموش رہی، دل میں الجھن تھی، لیکن وہ مروہ کی بات سمجھ گئی۔

"یہ بھی یاد رکھنا، اس سب میں تمہارا کوئی قصور نہیں۔ تم میری دوست ہو اور ہمیشہ رہو گی۔ ہماری دوستی پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ تم میرے لیے صرف دوست نہیں، بلکہ بہن ہو، اور بہنوں کے درمیان ایسی باتیں نہیں آتیں۔"



(بقیہ انشاء اللہ اگلی قسط میں)

